بزرگ استاد

فاروق الرحمٰن یزدانی جامعہ سلفیہ فیصل آباد

اللہ تعالیٰ غریق رحمت فرمائے استاذی المکرم حافظ عبدالرزاق سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کو وہ اکثر ہمیں (میں چونکہ ان کے قائم کردہ جامعہ رحمانیہ فاروق آباد میں حفظ کرتا تھا تو وہ اکثر چھوٹے بچوں کو اکٹھا کر کے اسلاف کے واقعات سنایا کرتے تھے جس سے بچوں میں تعلیم اور نیکی کا شوق پیدا ہوتا تھا) استاذ القراء قاری محمد ادریس العاصم حفظہ اللہ تعالیٰ کے متعلق بتایا کرتے تھے کہ قاری صاحب کے ہاں تعلیم وتدریس کے لیے وقت کی پابندی کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ بلکہ وہ صبح مسند تدریس پر بیٹھتے ہیں تو رات گئے تک طلبہ سے درس وتدریس کا عمل جاری رکھتے ہیں اور پھر کئی ایک سلف صالحین کے بھی ایسے واقعات سنا کر ہمیں سمجھاتے کہ پڑھنے پڑھانے والے لوگ وقت مقررہ یا پیریڈ کے ختم ہونے کا انتظار نہیں کرتے نہ استاد اور نہ ہی طلبہ۔ پھر حفظ مکمل کرنے کے بعد جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ میں داخلہ لیا تو وہاں میں نے بعض اساتذہ کرام میں یہ تڑپ اور عادت مبارکہ دیکھی کہ مدرسہ کا وقت شروع ہونے سے پہلے طلبہ کو کوئی نہ کوئی کتاب پڑھا رہے ہیں۔ دوران تعلیم کھانے وغیرہ کا اگر وقفہ ہوا ہے تو اس میں بھی بعض طلبہ ان معزز ومحترم اساتذہ سے فیض حاصل کر رہے ہیں خصوصاً آیة من آیات اللہ حضرت حافظ عبدالمنان محدث نور پوری رحمہ اللہ تعالیٰ۔ مفسر قرآن حافظ عبدالسلام بھٹوی اور شیخ الحدیث حافظ محمد عباس انجم گوندلوی حفظہما اللہ تعالیٰ کو تو بہت زیادہ مصروف پایا کہ وہ ہمہ وقت اپنے طلباء کو کچھ نہ کچھ پڑھا رہے ہوتے تھے۔ میں ذاتی طور پر اگرچہ نکما ہی تھا اور رہا کہ اپنے اساتذہ سے کماحقہ مستفید نہ ہو سکا لیکن مجھے یہ صورتحال بہت اچھی لگتی اور متاثر بھی کرتی اور اپنے ان اسلاف کی یاد بھی تازہ ہو جاتی جن کا تذکرہ ہم نے حافظ عبدالرزاق سعیدی رحمہ اللہ تعالیٰ سے سن رکھا تھا 2002ء میں جب اللہ تعالیٰ نے جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں تدریس کا موقعہ فراہم کیا تو فیصل آباد میں بالکل اجنبی تھا جامعہ کے اساتذہ وطلباء کے ساتھ اس سے پہلے کوئی شناسائی نہ تھی صرف چودھری محمد یٰسین ظفر حفظہ اللہ تعالیٰ سے واقفیت تھی لیکن وہ ان دنوں رخصت پر تھے اس لیے کسی بھی محترم استاد

کے پاس بیٹھ کر وقت گذارنے کا موقعہ کم ہی ملتا تو اس دوران میں نے دیکھا کہ فیصل ہال میں سرخ رنگی ہو داڑھی' سرخ و سفید چہرہ والی بھاری بھرکم شخصیت ہمہ وقت کچھ طلبہ کو پڑھانے یا ان سے سننے میں مصروف ہیں یہ منظر دیکھ کر دل بہت خوش ہوتا اور مجھے فاروق آباد اور جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ کا ماحول اور اسلاف کے وہ خوش کن تذکرے یاد آجاتے۔ معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ جامعہ سلفیہ کے شعبہ حفظ کے صدر مدرس ہیں اور قاری محمد رمضان نام رکھتے ہیں میں انہی دنوں سے ان کے ساتھ احترام کا ایک تعلق قائم ہوگیا۔ حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ سلف صالحین کی یادگار تھے طلبہ سے انتہائی پیار کرنے والے اپنے ساتھیوں کے ساتھ حسن سلوک ان کی زندگی کا حصہ تھا۔ نہ کسی سے حسد و بغض رکھتے ہر وقت ہر کسی کو خندہ پیشانی سے ملتے۔ کبھی کسی کی چغلی کرتے نہیں سنا اور دیکھا حالانکہ ہمارے معاشرے میں حسد و بغض' چغل خوری' کینہ پروری اور منافقت جیسی برائیاں اب کوئی گناہ اور جرم ہی نہیں رہیں کہ جن سے بچنے کی کوشش کی جائے۔ الا مارحم ربی

لیکن حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے ان گناہوں سے کوسوں دور رکھا ہوا تھا اللہ تعالیٰ ان کی حسنات کو قبول فرمائے۔ جب بھی ملتے تو بچوں تک کے حال احوال دریافت کرتے۔

حضرت قاری صاحب ایک بہترین کامیاب اور مشفق مدرس و استاد کے ساتھ ساتھ بہترین خطیب بھی تھے۔ ایک دفعہ میرے علاقے شاہ کوٹ کے نواحی گاؤں دھنوآنہ میں ایک تبلیغی پروگرام تھا وہاں سے جماعت کے امیر بابا جی محمد طفیل صاحب مجھے دعوت دینے کے لیے میرے گاؤں چک نمبر 87 میر پور تشریف لائے تو میرے استفسار پر انہوں نے بتایا کہ آپ کے ساتھ فیصل آباد سے حافظ محمد رمضان صاحب بھی تشریف لا رہے ہیں لیکن مجھے معلوم نہ تھا کہ وہ حافظ محمد رمضان صاحب کون ہیں جب وقت مقررہ پر اس گاؤں میں پہنچا تو وہاں ہمارے ممدوح قاری محمد رمضان صاحب تشریف فرما تھے۔ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی فرمانے لگے آپ اس علاقہ کے رہنے والے ہیں مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ کا گاؤں قریب ہے اور آپ نے بھی اس پروگرام میں شرکت کرنی ہے ورنہ میں جامعہ سے آپ کو ساتھ لے آتا میں نے بھی احترام میں عرض کیا کہ مجھے معلوم نہیں تھا کہ فیصل آباد سے تشریف لانے والے حافظ محمد رمضان آپ ہی ہیں بصورت دیگر میں آپ کی قیادت میں حاضر ہوتا۔ اب انہوں نے میرے اصرار کرنے کے باوجود کہ میں تو اس علاقہ کا رہنے والا ہوں اور یہاں

اکثر میرے پروگرام ہوتے رہتے ہیں آپ ہم سب کے مہمان ہیں مفصل اور آخری خطاب آپ فرمائیں لیکن انہوں نے خود ہی اعلان کر کے پہلے تقریر کی اور مجھے آخر میں کچھ کہنے کا حکم فرمایا۔ ماشاء اللہ ان کی شخصیت اور آواز پھر بہترین انداز بیان نے سامعین کو خوب محظوظ کیا مجھے یاد پڑتا ہے کہ ''محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم'' کے عنوان کو انہوں نے موضوع سخن بنایا۔ پھر اپنی تقریر کے بعد بھی وہاں اسٹیج پر تشریف فرما رہے اور میری گفتگو کے بعد دعا کر کے واپس روانہ ہوئے۔

اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے بڑی خوبیوں سے اللہ تعالیٰ نے انہیں نوازا تھا کہ چھوٹوں پر شفقت ان ساتھیوں کی حوصلہ افزائی ان کا امتیاز تھا کبھی بھی انہوں نے اپنی بڑی شخصیت اور حیثیت کو دوسروں کو زچ کرنے یا ان کی حوصلہ شکنی کے لیے استعمال نہیں کیا تھا اور یہ ان کا بڑا پن تھا جو اس بات کی غمازی کرتا تھا کہ اگر عزت چاہتے ہو تو دوسروں کی عزت کرنا سیکھو۔ تکبر، غرور اور تعلّی انسان کے بڑا ہونے کی دلیل نہیں بلکہ حق سچ کہنا اور سننا، دوسروں سے ہم دردی اور خیر خواہی انسان کو بڑا آدمی بناتی ہے نا کہ بڑا گریڈ۔ بڑا عہدہ، بڑی دولت وغیرہ

ضمناً ایک واقعہ یاد آ گیا ہے عرض کر دیتا ہوں شاید کسی دوست کو فائدہ دے۔ ایک مرتبہ جمعرات کے دن جامعہ کے اساتذہ کا وفد ایک جنازے میں شرکت کے لیے محو سفر تھا کہ فضیلۃ الشیخ حافظ مسعود عالم حفظہ اللہ کو کسی جگہ سے فون آیا کہ صبح فلاں جگہ پر آپ کا خطبہ جمعہ ہے اور وہ آدمی یاد دہانی کروا رہا تھا تو حافظ صاحب فرمانے لگے کہ ٹھیک ہے میرا وعدہ ہے میں حاضر ہو جاؤں گا لیکن میری خواہش ہے کہ جمعہ ''شاہ صاحب'' (وہاں کے مقامی خطیب) پڑھائیں میں ان کی اقتدا میں ادا کروں گا۔ یہ بات سن کر فضیلۃ الشیخ مفتی عبدالحنان زاہد حفظہ اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے مولانا محمد ارشد قصوری حفظہ اللہ سے فرمانے لگے یہ ہے عزت کہ حافظ صاحب نے جمعہ پڑھانے کے لئے وقت دیا ہوا ہے جمعہ کا خطبہ بھی آپ خود ہی ارشاد فرمائیں گے لیکن دوسرے آدمی کو عزت دے رہے ہیں تو جو شخص چاہتا ہے کہ اس کی عزت واکرام ہو اسے دوسروں کی عزت کرنا سیکھنا چاہئے اور اپنے مقام و مرتبے کی وجہ سے کسی دوسرے کی عزت نفس کو مجروح نہیں کرنا چاہیے۔

بہر حال عرض یہ کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے جناب محترم قاری محمد رمضان صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا اللہ تعالیٰ ان کی حسنات کو قبول فرما کر انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ دے (آمین)

اللهم اغفر له وارحمه وعافه واعف عنه

☆......☆......☆......☆